

مکتبہ اسلامیات لاہور

# علی گرافٹ پروفیسر

۱۳۰۸

پروفیسر طاہر القادری  
کے اقوال پر ایک نظر

از قلم : علامہ قاری مفتی  
محبوب ضاحان قادری  
رحمۃ اللہ علیہ

جمعیت اشاعت مائے ہدایت پاکستان  
نور مسجد کاغذی بازار کراچی۔

سلسلہ مفت اشاعت نمبر ۹

# علی گرفت پروفیسر

۱۴۰۸

از قلم

علامہ ستاری مفتی محبوب رضا خان قادری مدظلہ

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی

## پیش لفظ

اس پُرنتن دور میں کہ جہاں ہر طرف سے کفر و گمراہی اور بددینی کی لیغا رہے عقائد اہلنت و جماعت پر ہر چہاں جانے پہلے کئے جا رہے ہیں اور انکے تشخص کو مٹانے کی کوشش کی جا رہی ہے لیکن یہ یہود و نصاریٰ تو کہیں کلمہ گونا گوتین کی صورت میں تو پھر کہیں خود اہلنت و جماعت کا نام استعمال کر کے اور قادریت کا لیل لگا کر۔ جمعیت اشاعت اہلنت پاکستان امد و دہمیلے پر ہی مگر ایک عرصے سے اس طرح کے فتنوں کا رد کرنے میں مصروف ہے اور وقتاً فوقتاً مفت رسالے اور کتابچے شائع کر کے عقائد اہلنت و جماعت کی ترویج و اشاعت اور گمراہ اور بددین فرقوں کے باطل نظریات سے لوگوں کو آگاہ کرتا رہتی ہے۔ زیر نظر رسالہ ”علمی گرفت پر وفیسر طاہر القادری“ (مفت سلسلہ اشاعت نمبر ۹) بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ یہ کتابچہ دراصل ایک مسائل کے سوال کا جواب ہے جس میں پر وفیسر طاہر القادری کے عقائد و نظریات کے متعلق علمائے اہلنت کی رائے معلوم کی گئی ہے اور حضرت محبوب ملت مفتی اہلنت طیب حاذق علامہ قاری محبوب رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پر وفیسر طاہر القادری کے گمراہ کن اور مخالف اہلنت و جماعت نظریات و عقائد کا رد فرما کر اہلنت و جماعت پر احسان فرمایا ہے اور بروقت اس سوال کا مفصل جواب عنایت فرما کر ایک جدید فتنے سے آگاہ فرمایا ہے۔

امید ہے قارئین کرام تعصب سے بالاتر ہو کر عظمت و شان مصطفیٰ کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کا مطالعہ فرمائیں گے

محکمہ دیحان و ضافادری

جنرل سیکریٹری

جمعیت اشاعت اہلنت پاکستان



کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان کرام پر وفیسر محمد طاہر القادری صا کے درج ذیل حوالجات کے متعلق جو عوام اہلنت و جماعت کے درمیان باعث انتشار بن رہی ہیں۔

(۱) محمد اللہ مسلمانوں کے تمام مسانک و مکاتیب فکر میں عقائد کے بارے میں کوئی بنیادی اختلاف موجود نہیں ہے۔ البتہ فروعی اختلافات صرف جزئیات اور تفصیلات کی حد تک ہیں۔ جن کی نوعیت تعبیری اور تشریحی ہے اس لئے تبلیغی امور میں بنیادی عقائد کے دائرہ کو چھوڑ کر محض فروعیات و جزئیات میں الجھ جانا اور ان کی بنیاد پر دوسرے مسلک کو تنقیہ و تفسیق کا نشانہ بنانا کسی طرح دانشمندی اور قرین انصاف نہیں۔

(کتاب فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے صفحہ ۶۵)

(۲) خالق کون و مکان نے جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ دین کے معاملہ میں کسی پر اپنی مرضی مسلط کریں۔

(کتاب مذکور ص ۸۶)

(۳) میں شیعہ اور وہابی علماء کے پیچھے نماز پڑھنا صرف پسند ہی نہیں کرتا



بلکہ جب بھی موقع ملے ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں۔

(رسالہ دید و شنید لاہور ۲ تا ۱۹ اپریل ۱۹۸۶ء بحوالہ رضائے مصطفیٰ

گوجرانوالہ) ماہ ذیقعدہ ۱۴۰۷ھ

(۴) میں فرقہ داریت پر لعنت بھیجتا ہوں۔ میں کسی فرقہ کا نہیں بلکہ حضور کے امت کا نمائندہ ہوں (رسالہ دید و شنید لاہور ۲ تا ۱۹ اپریل ۱۹۸۶ء بحوالہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ)

(۵) نماز میں ہاتھ چھوڑنا یا باندھنا اسلام کے واجبات میں سے نہیں اہم چیز قیام ہے۔ میں قیام میں اقتداء کر رہا ہوں (امام چاہے کوئی بھی ہو) امام جب قیام کرے، سجدہ کرے، قعود کرے، سلام کرے تو مقتدی بھی وہی کچھ کرے۔ یہاں یہ ضروری نہیں کہ امام نے ہاتھ چھوڑ رکھے ہیں اور مقتدی ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتا ہے یا ہاتھ باندھ کر (نوائے وقت میگزین ۱۹ ستمبر ۱۹۸۶ء ماہنامہ بحوالہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ ذیقعدہ ۱۴۰۷ھ)

(۶) میں حنفیت یا مسلک اہلسنت و جماعت کے لئے کام نہیں کر رہا ہوں۔ (نوائے وقت میگزین ص ۹ ستمبر ۱۹۸۶ء بحوالہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ)

کیا یہ عبارتیں مسلک حق اہلسنت و جماعت کے خلاف ہیں اور پروفیسر محمد طہار القادری صاحب کے متعلق کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

شفیع محمد درسی ۳/۳-۳-۱۱ ناظم آباد کراچی

ھوالموفق للصواب

الحمد لله

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ وَلَوْ سَلَّ نَبِيُّنَا بِالْهُدٰى وَدِيْنُ الْحَقِّ لَيُظْهِرَنَّ عَلٰى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَكُفًى بِاللّٰهِ شَهِيدًا فَصَلِّ اللّٰهُ تَعَالٰى وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلٰى كُلِّ مَنْ هُوَ مُجِيبٌ وَمَرْضٰى لَدَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ وَصَحْبِهِ سَلَامًا سَلَامًا وَمَحَاةَ الْفِتَنِ صَلَوةً تَبْقٰى وَتَدْرُمُ بَدَاوَامَ الْمَلِكِ الْحَقِّ الْقَيُّومِ وَاشْهَدَاَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاشْهَدَاَنْ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدًا وَرَسُولَهُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَامًا

اللہ تعالیٰ اس دور الحاد و زندقہ و تفرق و انتشار و تفتت و افتراق کے نئے نئے فتنوں سے مصلوں و مامون رکھے۔ آمین!

حق یہ ہے کہ اقوال مذکورہ فی السؤال سخت شیعہ و فطیعہ اور ان کے احکام شریعت مطہرہ میں نہایت شدید و جمیع بالخصوص پہلا قول کہ مانوں کے تمام مسالک و مکاتیب فکر میں عقائد کے بارے میں کوئی دی اختلاف موجود نہیں ہے الخ۔

ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے تمام مسالک و مکاتیب فکر سے دیوبندی بی. رافضی. خارجی. مودودی. چکرالوی. نیچری. الساسی اور اہلسنت و عجم



وغیرہ اہل عیان اسلام و کلمہ گویان مسالک و مکاتیب فکر ادا ہیں۔  
 پروفیسر مذکور کا یہ کہنا بدراہتہ بھوٹ سراسر دجل و فریب اور مسلمانوں کو  
 دھوکہ دینے کی ایک سعی لا حاصل ہے۔ اس لئے کہ یہ بات اظہر من الشمس ہے  
 کہ مسلک حقہ اہلسنت و جماعت اور دیگر مسالک مکاتیب فکر مذکور الصمد  
 میں عقائد کے اصولی بنیادی اختلافات موجود ہیں جو مذکورہ الصدر مسالک  
 و مکاتیب فکر کی کتابوں میں لکھے ہوئے چھپے ہوئے موجود ہیں اور پروفیسر صاحب  
 موصوف بھی یقیناً ان مختلف فیہا عبارات سے بے خبر نہیں ہیں۔ اس لئے کہ  
 ان کی عبارات مذکورہ فی السؤال اس پر شاہد کہ موصوف ان عبارات کو  
 بنیادی اور اعتقادی اختلافات کی وجہ نہیں سمجھتے بلکہ ان کو فروعی تعبیری اور  
 تشریحی خیال فرماتے ہیں اور ان عبارات مختلف فیہا کی حمایت میں زور قلم  
 صرف فرما رہے ہیں جس بات کا علم نہ ہو اس پر کوئی صاحب عقل سلیم  
 زور قلم صرف نہیں کرتا حالانکہ پروفیسر صاحب موصوف ان کے بنیادی  
 و اصولی اور اعتقادی اختلافات کا سبب ہونے سے انکاری فرماتے ہوئے  
 ان کو صرف تعبیری و تشریحی نوعیت کا جزئی اختلاف ثابت کرنے کی کوشش  
 میں زور قلم صرف فرما رہے ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ پروفیسر صاحب  
 موصوف بھانسی کا کذبہ جڑ کر ایک نئے ذوق کی داغ بیل ڈالنا چاہتے ہیں  
 جو صلح کلی ہو اور مسلک حقہ اہلسنت و جماعت کے مخالف ہو۔ اسی لئے  
 فقہائے کرام کی جلیل القدر مفتی عبارات سے بالقصد صرف نظر کر کے  
 مسلمانوں کو چشم پوشی و مصلحت نیوشی کا گراہ کن مشورہ دے رہے ہیں۔

اور ائمہ کرام و فقہاء عظام اہلسنت و جماعت کو ظالم کہہ رہے ہیں۔ فرماتے  
 ہیں کہ فروعیات و جزئیات میں الجھ جانا دانشمندی اور قرین انصاف نہیں ہے  
 مسلمانوں خدا را غور کرو دانشمندی دانستن کا مشتق ہے۔ دانستن کے معنی  
 جاننا العلم دانستن یعنی جاننا دانشمند اسم فاعل سماعی ہے یعنی جاننے والا۔ اور  
 جب دانش (جو دانستن کا حاصل مصدر ہے) کی نفی کر دی تو اس کا مقابل  
 یعنی جہل لازم آئے گا۔ مطلب یہ کہ دانشمندی نہیں ہے۔ بلکہ جہالت ہے۔  
 اسی طرح یہ کہنا کہ قرین انصاف نہیں ہے۔ انصاف نہیں ہوگا تو ظلم ہوگا۔  
 مطلب یہ کہ جن علماء اہلسنت نے باطل فرقوں و دیوبندی و ہابیوں و افضیوں  
 وغیرہم کی کفریہ عبارات کی گرفت کر کے ان پر حکم کفر کا فتویٰ دیا یا بعض عبارات  
 کو فسق بتایا تو ان کا ایسا کرنا قرین انصاف نہیں ہے یعنی بالفاظ دیگر  
 ظلم ہے۔ ظلم کی تعریف ہے وضع الشئ فی غیر محلہ ظلم یعنی کسی چیز کو غلط جگہ  
 رکھ دینا ظلم ہے۔

پروفیسر کی عبارت کا مطلب ہے کہ جن علماء نے دیوبندیوں و ہابیوں  
 و افضیوں کی عبارات مطبوعہ متکلم فیہا کی گرفتیں کر کے ان کو کفر ثابت کیا ہے  
 انہوں نے ظلم کیا ہے۔ وہ لوگ جن کی تکفیر و تفسیق کی ہے اس کے مستحق نہ تھے وہ  
 تو مسلمان ہیں ان عبارات سے جن کو کفریہ قرار دے دیا گیا ہے صرف فروعی  
 اور جزئی اختلاف ثابت ہوتے ہیں۔ کفر ثابت نہیں ہوتا لہذا ان فرقوں کے  
 تکفیر و تفسیق کرنا جہالت و ظلم ہے۔ اگر ایسا کرنے والے جاہل و ظالم  
 ہیں۔ آگے چل کر فرماتے ہیں کہ میں شیعہ اور وہابی علماء کے پیچھے نماز پڑھنا صرف

پسند ہی نہیں کرتا بلکہ جب بھی موقع ملے ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں اگر  
ظاہر ہے کہ ان کی کفریہ عبارات کو کفریہ نہیں مانتے اور ان کو مسلمان  
مانتے ہیں جیسی تو ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز قرار دے رہے ہیں۔ اور  
اصولی و اعتقادی اختلافات کو جزئی و فروعی اختلاف بتا رہے ہیں۔ جیسے حنفی  
شافعی مالکی اور حنبلی مسالک میں فروعی اختلاف ہے۔ کوئی ہاتھ باندھ کر نماز  
پڑھتا ہے کوئی ہاتھ چھوڑ کر کوئی سینہ پر ہاتھ باندھتا ہے کوئی زیر ناف غور  
کا مقام ہے کہ پر ذیسیہ صاحب جان بوجھ کر کس قدر مسلمان فربہ کی کوشش کر  
رہے ہیں۔ اصولی و بنیادی اور اعتقادی اختلافات کو جزئی و فروعی کہہ کر دیوبندیوں  
و ہابیوں رافضیوں وغیرہم گمراہ فرقوں کی طرف داری اور مسلک حقہ اہل  
سنت و جماعت سے کھلی غدا ری کر رہے ہیں۔ بد مذہبوں کی خوشنودی حاصل  
کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ واللہ در سولہ احق ان یرضوہ ان کا لوازمین  
الذرب العزت فرماتا ہے۔ اور اللہ اور اس کا رسول اس کے زیادہ  
حق دار ہیں کہ ان کو راضی کریں اگر وہ مومن ہیں۔ اس سلسلے میں پہلے یہ بتانا ضروری  
ہے کہ اہلسنت و جماعت اور ان مذکورہ الصدر فرقوں کے درمیان کیا  
اعتقادی اور بنیادی اختلافات ہیں۔

## پہلا اختلاف

(۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اہل سنت و جماعت عالم ماکان و مالکون  
باعطاء باری تعالیٰ مانتے ہیں۔ اور دیوبندی و ہابی حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے علم غیب کو پاگلوں بچوں جانوروں کے علم سے تشبیہ دیتے ہیں  
جو کفر ہے۔ چنانچہ دیوبندی منڈلی کے سرگروہ مولوی اشرف علی تھانوی  
صاحب اپنی کتاب حفظ الایمان میں لکھتے ہیں کہ ایسا علم غیب تو زید و عمرو  
بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ یہ کفریہ  
عبارت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان آندس میں کھلی گالی ہے۔ کلاس  
میں علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پاکاد چوپالیوں جن میں کتے  
سورگ سے سب شامل ہیں سے تشبیہ دی گئی ہے جس کے متعلق اکابر علماء  
اہلسنت و جماعت نے کفر کا فتویٰ دیا۔ اور علماء حرمین طہیین نے فرمایا کہ  
من شک فی کفره وعدلہ فہو بہ فقد کفر یعنی جس نے اس کے  
کفر و عذاب میں شک کیا وہ کافر ہو گیا۔ پروفیسر صاحب فرما رہے ہیں  
کہ الحمد للہ مسلمانوں کے تمام مسالک و مکاتب فکر میں کوئی بنیادی  
اختلاف عقائد کے بارے میں نہیں ہے۔ کس قدر غلط دعویٰ ہے۔ اور  
مسلمانوں کو کھلا ہٹوا دھوکہ دینے کی سعی لاساصل ہے۔ وہ یہ نہیں کہہ سکتے  
کہ اس سے پہلے میں حفظ الایمان کی یہ عبارت نہ دیکھی نہ سنی اس لئے کہ اس  
عبارت پر رسالے لکھے جا چکے ہیں۔ علماء اہلسنت و جماعت اور دیوبندی  
مولویوں کے درمیان ہندو پاکستان میں مناظرے ہو چکے ہیں۔ اور اگر  
وہ کہتے ہیں کہ میں حفظ الایمان کی اس عبارت کو درست اور صحیح مانتا ہوں  
اور اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی توہین نہیں ہوتی تو بحکم  
من شک فی کفره وعدلہ فقد کفر خود پر ذیسیہ صاحب اسی زمرے میں



شامل ہیں اس لئے کہ حفظ الایمان کی اس کفریہ عبارت کا کفر تو ارجح ایسا بین کہ محتاج بیان نہیں۔

## اختلاف ۲۔

دیوبندی عقیدہ ہے کہ شیطان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یادِ علم ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شیطان سے کم علم ہے۔ معاذ اللہ براہین قاطعہ میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صاحب نے لکھ کر چھاپا ہے کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی نحر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے۔ اہلسنت کے نزدیک یہ کھلا ثبوت کفر ہے۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے شیطان کے علم کو بڑھا دیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم سے کافر ہو کر شیطان کی وسعت علم پر ایمان لایا اور العیاذ باللہ تعالیٰ اگر کسی دیوبندی سے کہو کہ مولوی رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی صاحبان شیطان کے ہمسر ہیں سمجھ دیکھو مارنے مرنے کو تیار ہو جائے ہو جائے گا۔ مگر اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے علم صاکان و صایکون کو شیطان ملعون کے علم سے گھٹا کر دیوبندی دھرم کا مفتلاء و پیشوا بنا ہوا ہے۔ اور علماء اہلسنت جب یہ کہتے ہیں کہ اس نے شان اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بڑی بے ادبی کی ہے اور اس کی یہ خبیث عبارت شان اقدس حبیب خدا میں بڑی گستاخی ہے۔ اور یہ شخص علم حضور کی وسعت علم کا منکر ہو کر شیطان ملعون کی وسعت علم پر ایمان لایا

ہے تو صلح کلی قسم کے لوگ کہتے ہیں کہ یہ بنیادی اور اعتقادی اختلاف نہیں ہے یہ فردعی اور جزئی تعبیری اور تشریحی اختلاف ہے۔ آگے چل کر کہتا ہے کہ کہ تمام نصوص رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا پھر آگے کہتا ہے کہ شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ اس نے خود ائمیس ملعون کو خدا کا شرک ٹھہرا دیا اور خود مشرک ہو گیا۔ اس لئے کہ جو بات مخلوق میں کسی ایک فرد کے لئے ثابت کرنا شرک ہوگی وہ دوسرے فرد کے لئے بھی ضرور شرک ہوگی۔ کہ خدا کا کوئی شرک نہیں ہو سکتا۔ جب وسعت علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ماننا شرک ٹھہرائی تو شیطان ملعون کے لئے ماننا بھی یقیناً قطعاً ضرور ضرور شرک ٹھہرے گی۔ جس میں ایمان کا کوئی حصہ نہیں یعنی اتنی وسعت علم خدا کی وہ خاص صفت ٹھہری کہ نبی میں اس کا ماننا شرک ٹھہرایا اور خود اسی نے وہی وسعت اپنے منہ سے شیطان کے لئے مانی تو صاف و صریح الفاظ میں شیطان کو خدا کا شرک ٹھہرایا (حسام الحرمین)

الجھڑے پاؤں یا رکاز لطف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیت آگیا

کس قدر بیخ ہے یہ قول کہ چاہ کن را چاہ در پیش۔ یہ کنواں اس نے اہلسنت کو گرانے کے لئے کھودا تھا خدا نے خود اسی لوں میں گرادیا اور کھتا بھی وہ اسی کا مستحق کہ اس نے خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کی توہین کی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی توہین یوں ہوئی کہ اس عقل کے اندھے نے خدا کا شرک بنا دیا اور وہ بھی کہ شیطان یعنی کفر اور رسول خدا صلی اللہ



تعالیٰ علیہ وسلم کی توحید یوں کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو شیطان کے علم سے اتنا گھٹایا کہ شیطان کے جتنی وسعت علم حضور میں مانو تو مشرک ہو جاؤ۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم ۔ ۵

جنوں کا نام خسر دے دیا گیا خبرد کا جنوں جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

ایسا شخص اور جو یہ کفر یہ عقیدہ رکھے اور جو شخص ایسا عقیدہ رکھنے والے کو کافر نہ جانے اور اس کے کفر و عذاب میں کسی قسم کا شک کرے اہلسنت و جماعت کے نزدیک خود خارج از اسلام ہے۔ اس کفر یہ عبارت کے مصنف کو مرتے دم تک تو بہ کی توفیق نہیں ہوئی، اور کیسے ہوتی کہ وہ گستاخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور گستاخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ تو بہ کی توفیق نہیں دیتا، بلکہ فرماتا ہے لَا تَعْتَدُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ابْ غَدَمْتُمْ كَرْتُمْ لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِوا لَأَكْثَرْتُمْ كُفْرًا۔

## تیسرا اختلاف

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آخری نبی ہونے کا انکار ہے۔

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید میں لفظ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہیں۔ یہ عوام کا خیال ہے مگر اہل فہم و اہل علم کے نزدیک اول ہونا یا آخر ہونا کچھ فضیلت کی بات نہیں ہے اس کے معنی افضل النبیین

ہیں اور قادیانی بھی خاتم النبیین کے معنی افضل النبیین کرتے ہیں اہلسنت کے نزدیک تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے ہیں۔ دیوبندی دھرم کے امام و پیشوا مولوی قاسم نانوتوی صاحب بانی دارالعلوم دیوبند اپنی کتاب تحذیر الناس کے صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں :-

سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشنی ہوگا کہ تقدم بآخرا زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں ہے پھر مقام مدح میں و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔

مسلمانو! دیکھا آپ نے کہ نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین کے معنی آخری بیان کرنا عوام کا خیال بنایا حالانکہ مسلمان کا عقیدہ اور اجماع مفسرین اس معنی پر ہے کہ حضور آخری نبی اور لفظ خاتم النبیین سے یہی معنی مراد ہیں خود سرور کائنات نے لفظ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی بیان فرمائے حضور کا ارشاد ہے ابا العاقب میں آخری ہوں مگر نانوتوی صاحب انشا پر دازی کے زور میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عوام کی صفت میں مکرر کر رہے ہیں اور خود ان کے مقابلے میں اہل فہم بننے کا دعویٰ کر رہے ہیں

مطلب یہ ہوا کہ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اس آیت میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے ہیں وہ لوگ نا سمجھ اور عوام ہیں۔ مگر سمجھداروں یعنی اہل فہم پر روشنی ہے کہ مقام مدح میں و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا کیونکر

صحیح ہو سکتا ہے۔ گویا خود کو اہل فہم اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عوام میں شمار کر کے ناسمجھ کہہ رہے ہیں۔ اس سے بڑھ کر کیا گستاخی ہوگی۔ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اس عبارت میں دیگر انبیاء علیہم السلام کی نبوت بالعرض کہہ کر ان کی توہین کی ہے۔ تھوڑا آگے چل کر کہتے ہیں کہ عمل میں امتی نبی سے بڑھ جاتا ہے۔ اصل عبارت یہ ہے کہ انبیاء اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی ہر عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔

دیکھا آپ نے کہ اس ناپاک عبارت سے امت کے اعمال سے انبیاء کے عمل کو گھٹا دیا اور انبیاء کے اعمال سے امتی کے عمل کو بڑھا دیا حالانکہ الہیست و جماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ امتی کسی طرح عمل میں انبیاء علیہم السلام کا مقابل نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ عمل میں نبی سے بڑھ جائے۔ امتی کے ہزاروں اعمال نبی کے ایک عمل کے برابر نہیں ہو سکتے۔

براہین قاطعہ میں استاد شاگردوں نے مل کر شیطان و ملک الموت کے علم سے حضور علیہ السلام کے علم کو گھٹا دیا اور تذییر الناس میں ان حضرت نے انبیاء علیہم السلام کے اعمال کو امتی کے عمل سے گھٹا دیا۔ ع  
تن ہمہ داغ داغ شدہ پیہ کجا کجا ہم

آگے چل کر لکھتے ہیں۔ غرض ہر انتقام باہن معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض

آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ تھوڑا اور آگے چل کر لکھتے ہیں، بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدمہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔

مسلمانو! غور کرو ہر معتقد مرزائے قادیانی بھی یہی کہتا ہے کہ مرزا کی نبوت سے خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آیا۔ حضور خاتم النبیین ہیں یعنی افضل النبیین ہیں۔ اور مرزائے آنجنابی بھی نبی ہے۔ تذییر الناس کی اس نبی ساز گندی عبارت نے مدعیان نبوت کے لئے راستہ صاف کر دیا۔ اب جس کا جی چاہے نبوت کا دعویٰ کرتا رہے۔ خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ چنانچہ بہت سوں نے اس کتاب کی اس عبارت سے متاثر ہو کر نبوت کا دعویٰ کیا۔ اسی قسم کی بہت سی کفریہ عبارات و بابیہ کی کتابوں میں بھری پڑی ہیں۔ مشتے نمونہ از خردوار ان چند عبارات پر اکتفا کرتا ہوں کہ تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔

اس سے یہ بات وضاحت و صراحت کے ساتھ روشن و مبرہن ہو گئی کہ دیوبندیوں و بابیوں سے مسلمانوں کے اختلافات فردعی و جزئی نہیں ہیں بلکہ کفر و اسلام کے اصولی اختلافات ہیں۔ تعبیری و تشبیہی نہیں بلکہ تفسیقی و تکفیری ہیں۔ پروفیسر صاحب ان کو فساد و فتنہ فرما رہے ہیں جن عبارات میں حضور علیہ السلام کی شان اقدس میں کھلی گستاخی و افتخ



بے ادبیاں کی جائیں۔ حضور کے علم کو مجاہدین و بہائم کے علم سے تشبیہ دی جائے۔ شیطان و ملک الموت کے علم کو حضور علیہ السلام کے علم سے بڑھایا جائے۔ عمل میں امتی کو انبیاء سے بڑھایا جائے۔ انبیاء علیہم السلام کو اللہ کی شان کے آگے چہرے سے زیادہ ذلیل بتایا جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیال مبارک کو نمازیں اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوبنے سے بدجہانیت سمجھا جائے۔ حضور علیہ السلام کے اختیار کا انکار کیا جائے محفل میلاد مبارک کو کنھیا کے جنم اشٹمی کے سوانگ سے تشبیہ دی جائے۔ ان عبارات کو فسد و غی و جنونی اختلاف کہنا پروفیسر صاحب کی بڑی جرأت اور زبردستی کا حکم ہے۔ اگر اسی قسم کی عبارات پر دنیس صاحب کی شان میں تصنیف کر کے شائع کی جائیں تو یقیناً چراغ پا ہو کر آمادہ بمناظرہ و مجادلہ نظر آئیں گے۔ اب نینے فقہائے اسلام ایسے گستاخان بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا حکم صادر فرماتے ہیں۔

امام مذہب حنفی سیدنا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں ایسا رجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او کذبہ ادعایہ او تنقصہ فقد کفر باللہ تعالیٰ و بانت امراتہ۔

جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشنام دے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہو گیا اور

اس کی جو رد اس کے نکاح سے باہر ہو گئی۔ کس قدر صاف اور صریح حکم ہے۔ کہ حضور کی شان اقدس میں ادنیٰ گستاخی کرنے سے مسلمان مسلمان نہیں رہتا۔ کافر ہو جاتا ہے۔ اس کی جو رد اس کے نکاح سے نکل جاتی ہے۔ امام اجل بدری جہاد العزیز بن احمد ابن محمد بخاری حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحقیق شرح سماعی میں فرماتے ہیں :-

ان غلافیہ (ای فی ہواہ) حتی وجب اکفاسہ بہ لا  
يعتبر خلافہ و وفاۃ الضال عدم دخولہ فمسی الامۃ  
المشہود لہا بالعصۃ وان صلی الی القبلة واعتقد نفسہ  
مسلمًا لان الامۃ لیست عبارة عن المصلین الی القبلة  
بل عن المؤمنین وهو کافر وان کان لا یدری انہ کافر

یعنی بد مذہب اگر بد مذہبی میں غالی ہو جس کے سبب کلمہ کہنا آہو تو اجماع میں اس کی مخالفت موافقت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔ کہ خطا سے معصوم ہونے کی شہادت تو امت کے لئے آئی ہے وہ امت ہی سے نہیں اگرچہ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان اعتقاد کرتا ہو۔ اس لئے کہ امت قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے والوں کا نام نہیں ہے بلکہ مسلمان کا نام ہے۔ اور یہ مسلمان نہیں کافر ہے۔ اگرچہ اپنی جان کو کافر نہ جانے۔ رد المحتار میں ہے :-

لا خلاف نحو کفر المخالف فی ضروریات الاسلام و  
ان کان من اهل القبلة المتواظب طول عمرہ علی الطاعۃ  
کما فی شری التحریر۔



یعنی ضروریات اسلام سے کسی چیز میں اختلاف کرنے والا بالاجماع کافر ہے۔ اگرچہ اہل قبلہ سے ہو۔ اور عمر بھر طاعات میں بسر کرے جیسا کہ شرح تحریر امام ابن ہمام میں فرمایا کتب عقائد وفقہ و اصول ان تصریحات سے مالا مال ہیں اور یہ مسئلہ بالکل بدیہی ہے کہ جو شخص پانچ وقت نماز پڑھتا ہو۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے پڑھتا ہو۔ اور ایک وقت مہادیو کو سجدہ کر لیتا ہو کسی عاقل کے نزدیک مسلمان ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو جھوٹا کہنا یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنا مہادیو کے سجدے سے کہیں بدتر ہے۔ اگرچہ کفر ہونے میں برابر ہے۔ وذلك ان الكفر

بعضہ اخبث من بعض وجہ۔ یہ کہ بت کو سجدہ علامت تکذیب خدا ہے۔ اور علامت تکذیب عین تکذیب کے برابر نہیں ہو سکتی۔ اور سجدہ میں یہ احتمال عقلی بھی نکل سکتا ہے کہ محض تجت و نجا مقصود ہو نہ عبادت اور محض تجت فی نفسہ کفر نہیں۔ لہذا اگر مثلاً کسی عالم یا عارف کو توحیداً سجدہ کرے سخت گنہگار ہوگا۔ کافر نہ ہوگا۔ امثال سجدہ بت میں شرع نے متلاً حکم کفر پر بناءً شعار کفار رکھا ہے۔ بخلاف بدگوئی حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کہ فی نفسہ کفر ہے جس میں کوئی احتمال اسلام نہیں اور میں یہاں اس فرق پر بنا نہیں رکھتا کہ ساجد صنم کی توبہ باجماع امت مقبول ہے۔ مگر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے کی توبہ ہزار ہا ائمہ دین کے نزدیک اصلاً مقبول نہیں۔ اور اسی کو ہمارے علماء حنفیہ سے امام ہزاروی (۲)، امام محقق علی الاطلاق ابن الہمام (۳)، و علامہ خرو

صاحب دُرر و غرر (۴)، و علامہ زین ابن نجیم صاحب بحر الرائق و اشباہ و النظائر (۵)، و علامہ عمر بن نجیم صاحب نہر القائق (۶)، و علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ غزی صاحب تنویر الابصار (۷)، و علامہ خیر الدین رملی صاحب فتویٰ نیریہ (۸)، علامہ شیخی زادہ صاحب مجمع الانہر (۹)، علامہ مدق محمد بن علی حصکانی صاحب در مختار و غیرہم عمائد کبار علیہم رحمۃ العزیز الغفار نے اختیار فرمایا عدم قبول توبہ صرف حاکم اسلام کے یہاں ہے کہ وہ اس معاملہ میں بعد توبہ بھی سزائے موت دے ورنہ اگر صدق دل سے توبہ کرے تو عند اللہ مقبول ہے۔ کفر مٹ جائے گا۔ جہنم ابدی سے نجات مل جائے گی اس قدر پر اجماع ہے کہ کافی رد و اختیار وغیرہ لفظاً من حسام الحرمین علی منکر الکفر و المین بیدان تحقیق المسئلہ فی الفتاویٰ الرضویہ۔ غلاۃ اروافض و جماعت اسلامی کے موجد ابو الاعلیٰ مودودی صاحب کے اعتقادات کا حال یہ ہے کہ غلاۃ روافض کے نزدیک حضرت جبریل علیہ السلام نے غلطی ہو گئی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی بجائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اتاری حالانکہ اللہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لئے نازل فرمائی تھی۔ اور بعض کا عقیدہ ہے کہ حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ خدا ہیں۔ معاذ اللہ۔ ثم معاذ اللہ۔

اور بعض اکثر صحابہ خصوصاً خلفائے ثلاثہ و اہل بیت المؤمنین کو سوائے حضرت خدیجہ الکبریٰ کے کافر جانتے ہیں۔ مودودی صاحب نے اجتہاد کے نشے میں ہست ہو کر جہاد اہل بہنوں کو ایک شخص کے نکاح میں دینے کے

جواز کا فتویٰ صادر فرمادیا۔ اور قسم آن کی آیت صریح وان تجتمعوا بین  
الاختین الا صاقد سلف کو دانستہ نظر انداز کر دیا۔ قیاس کن زر گلستان  
او بہارش را۔ اذ کان الغراب دلیل قوم، سبھد یہم طریق الہا لکین  
یعنی جب کو کسی قوم کا رہبر بن جائے تو ہدایت کا راستہ ہی دکھائے گا۔  
شرح فقہ اکبر میں ہے :-

فی المساقف لا یکفر اهل القبلة الا فی مافیہ انکار ما علم  
مجیئة بالضرورة او المجمع علیہ کاستحلال المحرمات  
ولا یخفی ان المراد بقول علما مثنا لا یحوز تکفیر اهل القبلة بذنب  
لیس مجرد التوجه الى القبلة فان الغلاة من الروافضی للذین  
یدعون ان جبریل علیہ الصلاۃ والسلام اغلط فی الوحی ان الله  
تعالی امر سلہ الی علی رضی اللہ عنہ وبعضہم قالوا نہ الله و  
ان صلوا الی القبلة یسوا بمؤمنین وهذا هو المراد بقوله صلی  
الله علیہ وسلم نہ صلی صلاتنا واستقبل قبلتنا واکل  
ذبیحتنا فذلک مسلمہ ام مختصرا۔

یعنی موافق ہے کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جائے گا۔ مگر جب ضرورتاً  
دین یا اجتماعی باتوں سے کسی بات کا انکار کریں جیسے حرام کو حلال جاننا اور  
مخفی نہ رہے۔ ہمارے علما فرماتے ہیں کہ کسی گناہ کے باعث اہل قبلہ کو کافر  
نہ کہا جائے گا۔ اس سے نہرا قبلہ کو منکر نہ مراد نہیں کہ غالی رافضی جو کہتے ہیں  
کہ جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے وحی پہنچانے میں غلطی کی۔ اللہ تعالیٰ نے

انہیں مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف بھیجا تھا۔ اور بعض تو مولیٰ علی  
کو خدا کہتے ہیں۔ یہ لوگ اگر قبلہ کی طرف نماز پڑھیں مسلمان نہیں اور اس  
حدیث کی بھی یہی مراد ہے جس میں فرمایا جو ہماری سی نماز پڑھے اور ہمارے  
قبلہ کو منکر کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے مسلمان ہے۔ یعنی جب تک ضرورتاً  
دین پر ایمان رکھے اور کوئی بات منافی ایمان نہ کرے۔ اور اسی میں ہے  
وان المسواد یعدم تکفیر احد من اهل القبلة عند اهل السنۃ  
انہ لا یکفر ما لم یوجد شی من امارات الکفر وعلا ماتہ  
ولم یصد عنہ شی من موجباتہ

یعنی جان لو اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو تمام ضروریات دین میں  
موافق ہیں اور اہلسنت وجماعت کے نزدیک اہل قبلہ کو کافر نہ کہنے سے یہ  
مراد ہے کہ جب تک اس میں کفر کی کوئی علامت یا نشانی نہ پائی جائے اس کو  
کافر نہیں کہیں گے۔ اور کوئی بات موجب کفر اس سے صادر نہ ہو۔ اگر ضرورتاً  
دین کا منکر ہو تو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر ہے۔ مرتد ہے۔ ایسا جو اسے کافر  
نہ کہے خود کافر ہو جائے۔ شفا شریف (۲) و ہزارہ (۳) و درود وغرر (۴)  
و فتاویٰ خیر میں ہے کہ اجمع المسلمون ان شاتمہ صلی اللہ علیہ  
وسلم کافر ومن شک فی کفرہ وعذابیہ فقد کفر  
یعنی تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی  
شان اقدس میں گستاخی کے سبب کافر ہو اس کی توبہ کس طرح قبول نہ ہوگی  
اور جو اس کے معذب و کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔



جميع الاتهم اور در مختار میں واللفظ له الكافر يستبتي  
من الانبياء لا تقبل توبة مطلقا ومن شك في كفره وعذابه  
كفر - جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہوا اس کی توبہ  
کسی طرح قبول نہ ہوگی۔ اور جو اس کے مغرب و کافر ہونے میں شک کرے  
وہ بھی کافر ہے۔

## پروفیسر صاحب کا دوسرا قول

کہ خالق کون و مکان نے حب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی  
یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ دین کے معاملے میں کسی پر اپنی مرضی مسلط کریں الخ  
یہ عبارت نہایت غلط خلاف ادب بارگاہ رسالت اور اختیارات  
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے جہالت کا کھلا ہوا اعلان عقل جبران  
ناطقہ سرگرم بیان کہ اسے کیا کہئے مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ اللہ  
تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صاحب لواک کو مختار بنا کر بھیجا  
جس کو جو چاہیں بخش دیں۔ عطا فرمادیں۔ خود قرآن میں رب العزۃ جل و  
علا فرماتا ہے۔ وما اثمک الرسول مخذ وہ دمانہ حکم عنہ فانتھوا  
الایہ۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو دیں لے لو اور جس کام سے  
روکیں منع فرمائیں اس سے رک جھاؤ مت کرو۔

پروفیسر صاحب کو اتنا تو معلوم ہو گا کہ فخذوا اور فانتھوا امر حکمی

ہے۔ اور لفظ ما عام ہے کسی بات کی تخصیص نہیں فرمائی۔ بلکہ یہ فرمایا کہ  
ان کا فرمانا میرا فرمانا ہے۔ فرماتا ہے وما ینتطق عن الہوی ان ھو  
الا وحی یوحی۔ وہ جو کچھ فرماتے ہیں میری وحی کے مطابق فرماتے ہیں جو  
ان پر وحی میں بھیجتا ہوں وہ وہی بات فرماتے ہیں۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کی اس نے میری اطاعت و فرمانبرداری  
کی۔ رب العزۃ جل و علا فرماتا ہے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول  
اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو۔

رب العزۃ جل و علا فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الا  
لیطاع باذن اللہ اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر مطاع باذن اللہ بنا  
کر۔ رب العزۃ فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم  
اللہ۔ پیارے مصطفیٰ آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو  
میری اتباع کرو۔ اللہ تم کو اپنا محبوب بنالے گا۔ یہ قرآن میں کہیں  
نہیں فرمایا کہ میں نے اپنے نبی کو یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ اپنی مرضی دینی امور  
میں دوسروں پر مسلط کرتے پھر یہ وجوہاتیں وہ اپنی مرضی سے تم پر مسلط  
کریں وہ تم مت ماننا۔ تم صرف وہی باتیں ماننا جو میں کہوں۔ بلکہ یہ فرمایا  
کہ وہ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتے۔ وہ میری کہی ہوئی میری بتائی ہوئی کہتے ہیں۔  
میری اطاعت ان کی اطاعت ہے۔ ان کی اطاعت میری اطاعت ہے ان کی  
اتباع کرو میں تم کو اپنا محبوب بنالوں گا۔ اتباع و پیروی ہر قول و ہر فعل



میں مطلوب ہے۔ یہ نہیں کہ بعض میں ہے اور بعض میں نہیں۔ سواء اس کے کہ جن باتوں کو حضور کے ساتھ خاص فرمادیا اور دوسروں کو اس سے روک دیا۔ جب حج کی فرضیت نازل ہوئی تو حضور علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ اللہ نے تم حج فرض فرمادیا۔ ایک صاحب نے مجلس میں سوال فرمایا کہ یا رسول اللہ کیا ہر سال ہم پر حج فرض کر دیا گیا۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے جواب نہیں دیا۔ اور سکوت فرمایا۔ سائل نے پھر سوال کیا پھر سوال کیا مگر حضور نے سکوت فرمایا۔ آخری مرتبہ جب سائل نے سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال تم پر حج فرض ہو جاتا اور تم نہ کر پاتے۔ حج زندگی میں صرف ایک بار فرض ہوا ہے۔

معلوم ہوا کہ حضور اگر ہاں اپنی مرضی سے بھی فرمادیتے تو ہر سال حج فرض ہو جاتا۔

حکم ہے :- الادان ربکم قد فرض فرائض فلا تتروکوها و  
حرم حرمت فلا تنہکوها الادان بینکم صلی اللہ علیہ وسلم  
سنن لکم سنن الہدی فاسلکوها۔

خبردار تمہارے رب نے کچھ باتیں تم پر فرض فرمائیں ان کو ترک مت کرو۔ اور کچھ چیزیں تم پر حرام فرمادیں ان کا ارتکاب مت کرو۔ اور بے شک تمہارے نبی نے تمہارے لئے سنن الہدی مقرر کئے ہیں پس ان پر چلو۔ اہل علم جانتے ہیں کہ حضور کا قول حضور کا فعل اور صحابہ کا وہ عمل جو انہوں نے حضور کے سامنے کیا اور حضور نے ان کو اس سے نہیں روکا سنت کہلاتا

ہے۔ حدیث میں یہ واقعہ مفصل مذکور ہے کہ ایک اعرابی نے مجلس میں آکر حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ حضور مجھ سے سخت غلطی نرزد ہوگئی میں نے روزے میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا۔ اب میں کیا کروں کہ یہ غلطی معاف ہو جائے حضور علیہ الصلاۃ نے فرمایا ایک غلام آزاد کر اس نے عرض کی مجھ میں اس کی استطاعت نہیں ہے۔ فرمایا ساٹھ مسکینوں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا۔ اس نے عرض کی کہ میں بہت غریب ہوں اس کی بھی استطاعت نہیں رکھتا۔ فرمایا پے درپے ساٹھ روزے رکھ۔ اس نے عرض کی میرے ماں باپ حضور پر قربان یہ بھی میرے بس سے باہر ہے حضور علیہ السلام کی خدمت میں کچھ کھجوریں پیش کی گئیں حضور علیہ السلام نے وہ کھجوریں اس شخص کو دے کر فرمایا کہ یہ مدینہ کے غریبوں کی تقسیم کر کر دے یہی تیرے لئے کفارہ ہے۔ اس نے عرض کہ حضور مدینہ میں میرے بچوں سے زیادہ کوئی غریب نہیں ہے۔ آپ نے تبسم فرماتے ہوئے اس سے فرمایا، جا یہ کھجوریں اپنے بچوں کو کھلا دے تیرے لئے یہی کفارہ ہے۔ اس حدیث سے یہ بات مبرہن و مبین ہوگئی کہ حضور نے اپنے خصوصی اختیار کو استعمال فرمایا ہوئے مذکورہ اعرابی کے لئے ان کھجوروں کو کفارہ بنا دیا۔ ورنہ قرآن نے وہ تین صورتیں کفارہ کی بتائی ہیں جو حضور نے اس سے فرمائیں۔ فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ یہ کفارہ صرف اس اعرابی کے لئے تھا۔ حضور علیہ السلام نے اپنے اعتبارات خصوصی سے صرف اس اعرابی سے مختص فرمادیا۔ اگر حضور علیہ السلام اختیار حاصل نہ

ہوتا تو بغیر اختیار حضور ایسا کس طرح کر سکتے تھے۔

ایک حدیث حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی ذات سے متعلق ہے جس میں حضور علیہ السلام کے اختیارات کا پتہ چلتا ہے کہ حضور نے حضرت ربیعہ سے فرمایا۔ یا ربیعہ سل۔ اسے ربیعہ مانگ کیا مانگتا ہے۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ اسٹاک مرا فقتک فی الجنة یا رسول اللہ میں آپ سے مانگتا ہوں جنت میں آپ کی رفاقت حضور علیہ السلام نے فرمایا او غید ذاک اسن کے سوا بھی اور کچھ مانگنا چاہتا ہے عرض کی هو ذاک یا رسول اللہ بس یہی بہت ہے۔ الحدیث۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام نے لفظ سل مطلق فرمایا جس سے پتہ چلتا ہے جو چاہو مانگ لو۔ دین کی، دنیا کی، زمین کی، آسمان کی قبر کی حشر کی جہاں کی جو چیز چاہو مانگ لو۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مختار بنادیا۔ جس کو جو چاہیں جتنا چاہیں عطا فرمادیں۔

## روزِ روزِ اوست و حکمِ حکمِ اوست

حضور کو یہ اختیار حاصل ہے شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قس رضہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ روزِ روزِ اوست و حکمِ حکمِ اوست ہر چیز خواہ ہر کار خواہ باذن پروردگار خود ہد۔ آج آپ کا زمانہ ہے اور آپ کا حکم جاری و ساری ہے جس کو

جتنا چاہیں عطا فرمائیں اللہ نے اجازت دے دی ہے۔

غور کا مقام ہے کہ حضرت ربیعہ کا سوال دین کا معاملہ ہے یا دنیا کا ظاہر ہے کہ انہوں نے اپنے سوال میں بہت بڑی چیز مانگ لی ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ میرے اختیار میں نہیں ہے۔ بلکہ یہ فرمایا تمہارا یہ سوال منظور اور کچھ بھی اگر چاہو تو مانگ لو۔ گویا حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایسا مختار بنایا ہے کہ حضور علیہ السلام اپنے غلاموں کو اختیار دے رہے ہیں کہ جو چاہو مجھ سے مانگ لو۔ اس لئے کہ لفظ سل مطلق ہے اور اصول کا قاعدہ ہے کہ المطلق اذا اطلق محیی میل اطلاق یعنی مطلق جب بولا جائے گا تو مطلق ہی مراد ہوگا۔ کسی بڑے سے بڑے پر و فیس کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ لفظ مطلق کے معنی مقید کرے۔ تعجب ہے کہ جہاں حضور اپنے کسی غلام کو اختیار دیں کہ میری طرف سے اجازت ہے کہ وہ باتوں میں سے جو پسند ہو کر لو۔ میں تم کو مجبور نہیں کرتا۔ بلکہ اختیار دیتا ہوں کہ جو چاہو اختیار کر لو۔ تو حضور کے اس اختیار دینے کو حضور کی مجبوری پر محمول کر لیا جائے اور لکھ دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ دینی معاملات میں کسی پر اپنی مرضی مسلط کریں۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! ۛ

جنوں کا نام خسر رکھ دیا خسر کا جنوں جو چاہے آپ کا جس کر شہ ساز کرے جو حضور کے اختیار کی بیخ و بن دلیل تھی اسی کو عدم اختیار پر دلیل بنانے



کی سعی حاصل کے سوا اور کیا کہا جائے۔ ع  
بریں عقل و دانش بیاید گریست

فراسو چہ کہ حضور علیہ السلام نے دو باتوں میں سے کسی ایک  
کو پسند کرنے کی اجازت دی تو دونوں پر حضور کا اختیار ثابت ہو گیا۔  
مجاز کو حق ہے جسے چاہے اختیار کرے حضور کے اختیار میں تو اختیار دنیا بھی  
آگیا۔ فَتَدَبَّرْ -  
تفسیر ص ۳۵

شیعہ اور وہابی امام کے پیچھے نماز پڑھنا پسند کرنا اور موقع ملے تو  
پڑھنا ان کو مسلمان مانتے اور اہل ایمان جاننے کا کھلا ثبوت ہے۔ اور شیعہ  
اور وہابی عقائد سے پوری واقفیت کے باوجود ایسا کہنا اور چھاپ کر اعلان  
کرنا اس بات کا یقین ثبوت ہے کہ پروفیسر صاحب ان کو مسلمان صاحب  
ایمان جانتے ہیں۔ اور ان کے اور اہل سنت کے درمیان بنیادی اختلافی  
مسائل کو فسدی اور تعمیری مانتے ہیں جیسا کہ انہوں نے لکھا بھی ہے بالفاظ  
دیگریوں سمجھئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں جو لوگ کھلی گستاخیاں  
کریں حضور کو اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے چار سے زیادہ ذلیل جانیں اور ایسا  
صریح کفر کہنے والے کو اپنا مقتدا و پیشوا جانیں۔ اللہ پر جھوٹ کا بہتان  
باندھیں۔ نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیال کو اپنے گسے  
اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر خیال کریں۔ اہلسنت  
و جماعت پر کفر و شرک کے فتوے لگائیں صحابہ کرام خصوصاً خلفائے ثلاثہ  
اور اہمات المؤمنین کو کافر و منافق جانیں قرآن کو مخوف جانیں۔ ملائکہ

کو معصوم عن الخطاء نہ مانیں حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم  
کو خدا مانیں وغیرہ جب تک وہ لوگ ان مذکورہ بالا کفریہ اعتقادات  
کے قائل افسر اد کو کافر اور خارج از اسلام جاننے کا اعتراف و اقرار  
نہ کریں اسی زمرے میں آتے ہیں۔

### پروفیسر کافرقہ داریت پر لعنت بھیجنا

فرقہ داریت پر لعنت بھیجنا اور اپنے منہ سے یہ اعتراف کرنا کہ میں  
کسی فرقے کا قائل نہیں ہوں یہ اس قدر بھل اور مجنونانہ بات ہے کہ خود  
پروفیسر صاحب کی عبارت اس کے لغو و بھل اور جاہلانہ قول ہونے پر شاہد  
عادل اور ثبوت یقین ہے۔ فرقہ داریت پر لعنت بھیجنا اور فرقہ وہابیہ رافضیہ  
کے ائمہ کے پیچھے نمازیں پڑھنا عجب منحصر ہے۔  
ناطقہ سرگرمیہاں کہ اسے کیا کہیے

ہم نے تو یہ پڑھا تھا کہ اجتماع ضدین محال ہے۔ مگر پروفیسر صاحب  
کی تحریرات کو پڑھ کر پتہ چلا کہ بیک وقت ایک شخص کافر و متحق امامت  
ہو سکتا ہے۔ گویا کہ کفر و اسلام جمع ہو سکتے ہیں۔ اس لئے مذکورہ بالا  
نفس اپنے عقائد کفریہ کی وجہ سے گمراہ و مرتد اور خارج از اسلام ہیں۔  
اور پروفیسر صاحب ان کے پیچھے نماز پڑھنا صرف پسند ہی نہیں فرماتے بلکہ  
جب موقع پیش آجائے پڑھتے بھی ہیں۔ فرقوں کی بات ایک جگہ مانتے ہیں۔ اور  
دوسری جگہ انشا پر داری اور اجتہاد بازی کے نشہ میں چور ہو کر تمام فرقوں اور



فرقہ واریت پر لعنت بھیجنے سے پرہیز نہیں کرتے۔ اور عقائد کے اختلاف کو فروعی تعبیری اور تشریحی بتا رہے ہیں۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر پروفیسر صاحب کے نزدیک تمام فرقے بر بنائے اعدائے اسلام مسلمان ہیں تو سب پر لعنت بھیج کر خود لعنتی ہو گئے۔ اس لئے کہ جو مسلمان پر لعنت بھیجے خود لعنتی ہے حکم حدیث۔ اور اگر بقول پروفیسر صاحب موصوف فرقہ واریت قابل لعنت ہے تو اہلسنت و جماعت بھی ایک فرقہ ہیں۔ اور بحمد اللہ تعالیٰ فرقہ ناجیہ ہیں۔ اور اہلسنت و جماعت کے سوا باقی سب فرقہ ناری ہیں۔

حضرت یسنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر بیان فرمایا کہ خبردار بیشک تم سے پہلے اہل کتاب نے ایک ملت کے تہتر فرقے بنادیئے اور یہ امت تہتر فرقے ہو جائے گی۔ بہتر فرقے جہنمی ہوں گے اور ایک فرقہ جنتی ہوگا، اور یہ جنت ہے۔ عن معاویہ بن ابی سفیان انہ قام فقال الا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قام فینا فقال الا ان من قبلکم من اهل کتاب استرقوا علی ثنتین و سبعین ملة وان هذه الملة متفرق علی ثلاث و سبعین ثنتان و سبعون فی النار و احداة فی الجنة و هی الجماعة (البدایہ ج ۳ ص ۱۲۴)

دیکھتے حضور علیہ السلام نے واضح الفاظ میں فرمادیا کہ میری امت میں تہتر فرقے ہوں گے۔ بہتر ناری ایک ناجی اور وہ ناجی فرقہ اہلسنت و جماعت ہیں۔

پروفیسر صاحب سب فرقوں پر لعنت بھیج کر ایک نئے فرقے کی داغ بیل ڈالنا چاہتے ہیں۔ ایک اور حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہودیوں نے اکہتر یا بہتر فرقے بنائے۔ اور نصاریٰ نے بہتر فرقے بنائے۔ اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ الفاظ حدیث یہ ہیں :-

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افترقا  
اليہود علی احدى اثنتین و سبعین فرقۃ و افرقت النصارى  
علی احدى اثنتین و سبعین فرقۃ و افرقت امتی علی ثلاث  
و سبعین فرقۃ (البدایہ ج ۲ ص ۱۲۴)

الاحادیث شریفہ میں اس کا ثبوت ہے کہ حضور کی امت میں تہتر فرقے ہوں گے۔ بہتر ناری اور صرف ایک جنتی ہوگا اور وہ فرقہ بحمد اللہ تعالیٰ اہلسنت و جماعت ہیں۔ پروفیسر صاحب سب فرقوں پر لعنت بھیج کر خود ایک نئے فرقے کے بانی بن بیٹھے۔ اور حکم حدیث من شد شذ فی النار کے مصداق ہو گئے۔ اہلسنت کی جماعت سے تو دیباہ و باہسہ اور رد و انفض کے ائمہ کے پیچھے نماز کے جواز کا فتوے دے کر خارج ہو گئے تھے اور دوسرے فرقوں سے ان پر لعنت بھیج کر نکل گئے۔ اب صرف ان کا ساختہ پرداختہ ایک فرقہ رہ گیا جس کو صلح کل فرقہ کہنا چاہیئے۔ گو با مسلمان اللہ اللہ بابر بن رام رام

اللہم احفظنا و جمیع المسلمین عن شرورہ

پروفیسر صاحب کا یہ کہنا کہ خدا نے سرور کائنات کو بھی یہ اختیار نہیں دیا





کرے اس غرض سے عرض کیا تھا کہ کیا یہ حضور کا حکم ہے۔ اور حضور کے انکار  
فرمانے سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ حضور ان کو اختیار دے رہے ہیں کہ  
تم چاہو تو یہ بات مت مانو یہ خود ثبوت اختیار کی دلیل ہے نہ کہ سلب اختیار  
کی۔ اللہ تعالیٰ عقل سلیم اور فہم ستقیم عطا فرمائے۔ دیوبندیوں، وہابیوں  
رافضیوں کو خوش کرنے کے لئے پروفیسر صاحب کا یہ کہہ دینا کہ مسلمانوں کے  
مکاتب فکر میں اصول و اعتقادی کوئی اختلاف نہیں ہے سراسر غلط بیانی اور  
حقیقت و اقصیہ کا انکار ہے۔ واللہ وسولہ احق ان یرضوہ ان کانوا  
مومنین اللہ اور اس کا رسول اسی کے زیادہ حقدار کہ ان کو راضی کیا  
جائے اور ان کے دشمنوں اور بے ادبی اور گستاخی کرنے والوں سے قطعاً بے  
تعلق ہو کر احکامات شرعیہ کو جو کتب فقہ و فتاویٰ میں مصرح و مشرح ہیں  
بلا خوف و ممتناعاً صاف صاف بیان کرنا چاہئے جو ایسا نہ کرے وہ کتمان حق  
کا مجرم ہے۔ صرف یہ کہہ دینا کہ گستاخ خدا اور رسول کافر ہیں لیکن مسئلہ اور  
مفتی بہ گستاخی کو گستاخی نہ ماننا اور گستاخ رسول و گستاخ جناب باری تعالیٰ کو  
نامزد کر کے اس پر حکم شرعی لگانے سے گریز کرنا بھی گستاخانہ بارگاہ رسالت  
و جناب باری تعالیٰ کی پردہ پوشی کرنا جو شخص ایسا کرے وہ بھی من  
شک فی کفرہ وعدایہ فقد کفر کے حکم میں شمار ہوگا۔ وہ صحیح العقیدہ  
سنی حنفی قادری نہیں ہو سکتا۔ حنفی قادری ہرگز نہیں ہو سکتا۔ دیوبندیوں  
کا عقیدہ ہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے اس کو کچھ اختیار نہیں ہے۔ پروفیسر  
صاحب نے بھی لفظ گستاخی بات کہہ دی اور لکھ دیا کہ خالق کون و مکان نے

سرور کائنات کو بھی یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ اپنی مرضی دینی معاملات میں دوسروں  
پر مسلط کریں۔ اختیارات نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم کا صریح انکار ہے، انکو رو  
بالا احادیث میں یہ ثابت کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار  
ہوتا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے جو چاہیں حرام کر دیں اور جو چاہیں حلال کر لیں۔ جیسا  
کہ حضرت ابراہیم اور حضور علیہ السلام نے مکہ اور مدینہ کے لئے کیا اس  
سے زیادہ واضح الفاظ اس حدیث میں ثبوت کے ہیں جس میں حضور علیہ السلام  
نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا کہ فاطمہ بنت محمد  
پر وہ سوکن لائیں۔ دوسری عورت سے حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ  
عنہا کی زندگی میں حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے لئے نکاح منع فرمادیا۔  
یہ بین ثبوت ہے اس کا کہ دینی امر میں اپنی مرضی سے حضرت علی پر یہ قدغن  
لگا رہے ہیں۔

پروفیسر صاحب فرماتے ہیں کہ میں کسی فرستے کا نہیں ہوں۔

چلیے صاحب مان لیا کہ آپ کسی فرستے کے نہیں ہیں۔ اور فرقہ واریت پر لعنت  
بھیجتے ہیں۔ یہ بھی تسلیم کہ آپ کی اس صراحت کے بعد کوئی وجہ انکار نہیں ہو  
سکتی مگر حضور کی امت کی نمائندگی سمجھ میں نہیں آتی اس لئے کہ جب فرقوں  
پر جو تہتر ہوں گے لعنت بھیج کر ان سے تو آپ خود نکال گئے اب نمائندگی کا  
دعویٰ کس منہ سے کر رہے ہیں۔ نمائندہ اس کو کہتے ہیں جس کو قوم یا جماعت کے  
افراد نمائندگی کی خدمت سپرد کریں۔ پروفیسر صاحب اپنی مرضی سے امت  
کے سب فرقوں پر لعنت بھیج کر اپنی مرضی سے بلا جبر و اکراہ بقائمی ہو جس وحواس

امت سے نکل گئے۔ اب اس خروج عن الامۃ کے بعد اس کی نمائندگی کا دعویٰ  
چہ معنی دارد۔ ع

چہرہ کارے کند عاقل کہ باز آید پشمانی

حق یہ ہے کہ جس کا کام اسی کو ساجھے، اور کرے تو ٹھنکا باجے۔ غور طلب  
بات فرماتے ہیں کہ میں روافض اور وہابیہ کے پیچھے قیام میں اس کی اقتداء کر  
رہا ہوں۔ ہاتھ چھوڑنے باندھنے میں نہیں۔ اس لئے کہ ہاتھ چھوڑنا باندھنا ضروری  
نہیں ہے۔ یعنی دیوبندی اور رافضی کے پیچھے ہاتھ باندھنے چھوڑنے سے قطع  
نظر ان کی منازعہ میں اقتداء کرنا صحیح ہے اور پروفیسر صاحب صرف قیام میں  
اقتداء کرتے ہیں۔ اور رکوع اسجود، قونے، قعدے، جلسے میں اتباع کرتے ہیں  
ہاتھ چھوڑنے باندھنے میں نہیں کرتے۔ لہذا ان کی نماز درست ہو جاتی ہے۔

اور جب خود پروفیسر صاحب کی نماز درست ہو گئی تو دوسروں کی بھی بلاکراست  
درست ہو جائے گی مطلب یہ ہوگا کہ بدعتیہ کی مانع اقتداء نہیں ہے۔ ہر مذہبی  
اسلام کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے۔ چاہے وہ کیسا ہی بدعتیہ کیوں نہ ہو۔ ان  
کی بدعتیہ کی جس نے انہیں دیوبندی اور رافضی بنایا ان کی امامت میں قطعاً  
دخل انداز اور مانع نہیں ہوگی۔ اگر رافضیت اور دیوبندیت امامت میں  
آڑے آتی تو پروفیسر صاحب ان کی اقتداء فی القیام ہرگز نہ فرماتے اور ان  
کے پیچھے نماز پڑھنے کو ناجائز قرار دیتے۔ جیسا کہ فقہاء اہل سنت کا اجماع ہے  
مگر پروفیسر صاحب اس اجماع اہل سنت سے اختلاف فرماتے ہیں بلکہ اجماع  
صحابہ سے بھی اور ان کو فرق مخالف فی الاجتہاد تصور کرتے ہیں۔ جیسا کہ عورت

کی دیت کے مسئلہ میں موصوف نے اجماع صحابہ سے اختلاف فرمایا ہے  
اکثر مسائل میں اتبعوا السواد الاعظم سے انحراف کر کے اپنی ڈیڑھ کی الگ  
بنائے کی روش اختیار فرمائی ہے۔ اور اس کو سستی شہرت کے حصول کا ذریعہ  
سمجھتے ہیں۔ ع تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا ہم  
بایں ہمہ مزخرفات

ادعائے نمائندگی اسلام چہ محوش اس قسم کے بر خود غلط نمایندگان  
اسلام سے اسلام نالاں و پریشال و زبان حال سے فریاد کناں کہ۔ ع  
یہ فتنہ خانہ دیرانی اسلامی کو کیا کم ہے۔  
ہوئے تم دوست جس کے دشمن اسکا آسمان کیوں ہو  
مسلمانوں کو ان بر خود غلط قسم کے نام نہاد نمایندگان امت محمدیہ  
حفظہم اللہ عن شرور ہم سے ہوشیار اور ان کے پرفریب بہر و پلوں سے  
خبردار ہونا ضروری ہے۔ ورنہ ع

گر ہمیں مکتب وہیں ملا ۛ کار پغلاں تمام خواہد شد  
میں نے ان کے انشائے جستہ جستہ پڑھے۔ میری دیانت دارانہ رائے  
یہ ہے کہ وہ تضاد بیانی اور ذہنی دنگری انتشار کا ملغوبہ ہیں۔ اور خود  
ساختہ اصطلاحات گھڑ کر اپنے اجتہادی خیالات و افکار کا اظہار کرنا  
چاہتے ہیں۔ ادبیت جلد مجتہد العصر ہونے کی خانہ ساز سند حاصل کرنا چاہتے  
ہیں۔ اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ لامشاحتہ فی الاصطلاح موصوف  
کی خانہ ساز اصطلاحات معاملات مذہب میں قطعاً غیر مقبول اور نامعقول



اور ان پر جو فکری و نظری عمارت تعمیر کی جائے گی اسکی کجی اور ٹیڑھ بالکل معقول و بحکم آنکہ ۔

خشتِ اول چوں نہد معمار کج  
تاثریائے رود دلیدار کج

الحاصل پروفیسر صاحب نمبر دما دیوبندیوں - وہابیوں اور رافضیوں کو مکاتیب و مسالک اسلام میں شمار فرما رہے ہیں۔ اور ان کے اور تمام دیگر مسالک و مکاتیب فکر کے درمیان صرف فروعی اختلاف مان رہے ہیں۔ گویا ان کی مذکورۃ الصدر عبارات کو شانِ خدا جل و علا اور شانِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخی نہیں مان رہے ہیں۔ اور ان کفریہ عقائد کے حامل کو مسلمان کہہ رہے ہیں۔

(۲) حضور احمد مختار شفیع روز شمار کو نبی مختار نہیں مانتے اور صاف کہہ رہے ہیں کہ خالق کون و مکان نے سرور کائنات کو یہ اختیار نہیں دیا کہ دین کے معاملہ میں کسی پر اپنی مرضی مسلط کریں۔ الخ

(۳) شیعہ اور وہابی علماء کے پیچھے نہ ساز پڑھنا صرف پسند ہی نہیں کرتے بلکہ جیب بھی موقع ملے ان کے پیچھے نہ ساز پڑھتے بھی ہیں۔

(۴) فرقہ واریت پر لعنت بھیجتے ہیں اور ہر فرقہ سے اپنی برأت کا اقرار و اظہار فرماتے ہوئے حضور کی امت کی نمائندگی کرنے کا ادا فرما رہے ہیں۔

(۵) مسلکِ حنفیت یا اہلسنت و جماعت کے لئے کام نہیں کر رہے

ہیں۔ ظاہر ہو گیا کہ پروفیسر صاحب موصوف حنفیت یا اہلسنت کے لئے کام نہیں کر رہے ہیں۔ بلکہ ادارہ منہاج القرآن کے لئے کام کر رہے ہیں جو یقیناً حنفی شیعہ ادارہ نہیں ہے۔ اور فرقہ واریت پر لعنت بھیجکر سب فرقوں سے اپنی لا تعلقی کا اظہار فرما رہے ہیں۔ تو واضح ہو گیا کہ موجودہ تمام مدعیان اسلام فرقوں سے علیحدہ ایک نئے فرقہ کی داغ بیل ڈال رہے ہیں۔ جس کو فرقہ ناجیہ مبشرہ بالجنۃ ہرگز نہیں کہا جاسکتا۔ ہاں بہتر فرقوں کو پورا کرنے کے لئے بعجلت کوشاں ہیں جو بحکم حدیث ناری ہوں گے۔ تضاد بیانی کی حد ہے کہ سب فرقوں پر لعنت بھیج رہے ہیں اور ان سے برأت کا برملا اظہار بھی فرما رہے ہیں اور ان لعنتوں کے پیچھے نہ ساز پڑھنا پسند بھی فرماتے ہیں اور پڑھتے بھی ہیں۔ گویا بیک وقت ان کو مسلمان بھی مانتے ہیں اور لعنتی بھی ان کی تحریرات کا بین السطور زبانِ حال سے چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے ۔

بک گیا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ  
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

اور یہی موصوف کی شانِ اجتہاد ہے کہ ایک وقت میں انسان مسلمان اور لعنتی ہو سکتا ہے۔ ”بریں عقل و دانش بباہر گرسیت“

ایک وقت میں متضاد باتیں کہہ جانا علامتِ نسیان ہے، ہمارا دوستانہ مشورہ ہے کہ کسی طبیب یا کوالیفائڈ ڈاکٹر سے رجوع کر کے حافظہ کی تقویت کے لئے کوئی دوا کھانا چاہیئے۔ یا پھر دروغ گو را حافظہ نباش کے مصداق ہیں۔ ایسی صورت میں دروغ گوئی کا سبب نسیان ہے۔ اور طب یونانی او

بخاری شریف، مسلم شریف، ابو داؤد شریف کی مذکورہ تصانیف ہوتے ہوئے جن میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت میں تہتر فرقہ ہونے کا اعلان فرمایا اور اہلسنت و جماعت کو ناجی اور دیگر تہتر فرقوں کے ناری ہونے کی خبر دی اور اپنے اختیارات خصوصی کا اعلان فرماتے ہوئے مدینہ منورہ کو حرم قرار دیا پروفیسر صاحب کا یہ کہنا کہ خداوند قدوس نے سرور کائنات کو بھی یہ اختیار نہیں دیا ہے کہ وہ دین کے معاملے میں دوسروں پر اپنی مرضی مسلط کریں کس قدر دین سے بے خبری کا بین ثبوت ہے۔ نیز یہ کہنا کہ میں سب فرقوں اور فرقہ واریت پر لعنت بھیجتا ہوں۔ خود کو اسلامی فرقوں سے خارج کر کے اہلسنت و جماعت کے فرقہ ناجیہ سے منحرف ہو کر نجمیہ چیتان بن گئے ذرا ہچھو تو سہی کہ جب کسی فرقہ کے نہیں ہیں تو کیا بلا ہیں۔ اور نمائندگان امت محمدیہ کس نے ان کو سوچنی۔ سب فرقے تو لغتی ٹھہرے بقول ان کے اور امت ان ہی فرقوں میں محدود و محدود حکم حدیث تو پروفیسر صاحب کس کی نمائندگی فرما رہے ہیں۔

سمجھ دار لوگ اس قسم کی بے سرو پا تحریرات و تقریرات کو ہڈیاں دماغی کہتے ہیں۔ یا پھر اگر باہوش و حواس ایسا کہہ رہے ہیں اسلام کے باغی کہلائیں گے۔ حقیقت ثانیہ مبینہ مبرہنہ کا انکار ہے کہ حضور علیہ السلام کے اختیار کو چیلنج کر رہے ہیں۔ بہر حال اگر یہ عبارات مذکورہ فی السوال موصوف نے بقامی ہوش و حواس دیلا جرد اکراہ تحریر کی ہیں تو اسلام سے باغی اور اگر بطور ہڈیاں ارقام فرمائے ہیں تو کسی ڈاکٹر سے دماغی امراض کے ہاسپٹل میں جا کر

ایلو پتھی میں یہ اصولی مسئلہ ہے کہ ازالہ سبب کرو مرض سے نجات مل جائے گی۔ اور اگر یہ سبب متضاد بیانیات اور خلاف عقل تحریر و تقریر الشاہد کی دانستہ و اختیاری ہے تو ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ :-

حدیث و قرآن کی آیتوں کے غلط معانی بتاتا کر :-

"شکم کی خاطر یہ زر کے بندے بنائے گئے مٹا رہے ہیں" اور اگر یہ کیفیت اضطرابی ہے تو کسی دماغی ہسپتال میں کچھ دن کے لئے ایڈ ہو جانا چاہئے۔

مسلمانوں کو پروفیسر صاحب کی تحریرات سے متعجب نہیں ہونا چاہئے اس قسم کے مریضوں نے تو خدائی کا دعویٰ کیا ہے، نبوت کا دعویٰ کیا ہے جیسے مرزا نقیادیان، اور مصری شاہ کا ایک انسان (نام یاد نہیں) اجتہاد کا دعویٰ تو مرض کے معمولی ہونے کی دلیل ہے۔ مودودی صاحب بھی اسی مرض میں مبتلا تھے۔ ایسے مریض خود کو بدلنے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ قرآن و حدیث کو غلط قسم کی خانہ ساز سنگری لونی تاویلیں کر کے بدلنا چاہتے ہیں۔ اور سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے مسلمات کا انکار کرتے ہیں۔ ایسوں کا مقولہ ہے کہ :-

بدنام اگر ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا

دوسرا طریقہ ان کا صلح کا ہوتے کہ سب سے میل جول، ہر کسی کے چھپے نازیں پڑھنا اور سب کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ خدا و رسول اگر ناراض ہوتے ہیں تو ہو جائیں۔

خوبدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں :- ہوئے کس درجہ یہ سلا وطن بے توفیق



علاج کرائیں۔

صحابیہ مذکورہ کا واقعہ جس کو پروفیسر صاحب سلب اختیار نبی مختار کی دلیل بتا رہے ہیں درحقیقت ثبوت اختیار کی مثبت ہے۔ جب صحابیہ نے پوچھا کہ کیا یہ حضور کا حکم ہے۔ تو سہ کار نے فرمایا کہ نہیں۔ گویا یہ اختیار دے دیا کہ چاہا ہو اس پر عمل کر دیا ہو نہ کر تو تم کو اختیار ہے۔ حکم نہ دینا اختیار بننے اور حکم دینا اختیار کو سلب کرتا ہے۔ حضور نے حکم نہ دے کر اختیار دیا یہ ثبوت اختیار کی دلیل ہے نہ کہ سلب اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ عقل سلیم اور فہم مستقیم عطا فرمائے۔ دیوبندی اور رافضی فرقوں کو خوش کرنے کے لئے یہ کہنا کہ مسلمانوں کے مسالک و مکاتب فکر میں اصولی و اعتقادی اختلاف نہیں ہے سراسر غلط بیانی اور حقیقت و واقعہ کا انکار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واللہ در سولہ احق ان یرضوہ ان کانوا مؤمنین۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس کے زیادہ حق دار ہیں کہ ان کو راضی کیا جائے۔ اور ان کے دشمنوں اور بے ادبی کرنے والوں سے قطعاً لاتعلق ہو کر احکامات سرعہ کو جو کتب فقہ و اصول و عقائد میں مصرح و مشرح ہیں بلا خوف لومۃ لائم ضا صاف بیان کرنا چاہیئے جو ایسا نہ کرے وہ کتمان حق کا مجرم ہے۔ صرف یہ کہہ دینا کہ گستاخ جناب باری تعالیٰ دگستاخ بارگاہ رسالت خارج از اسلام ہے کافی جواب نہیں ہے۔ یہ تو دیوبندی و مابائی اور رافضی بھی کہتے ہیں مسلمہ اور مفتی بگستاخی کو گستاخی نہ مانتا اور ان کفریہ عبارات کے مصنفین کو نامزد کر کے حکم شرعی نہ بتانا اور ان کے معتقدین اور متوسلین کے پیچھے نمازیں

پڑھنا اور پسند کر کے پڑھنا ان کا ہم عقیدہ ہم خیال اور ہمنوا ہونے کا جتنا حاکم ثبوت ہے۔ ایسا شخص جو ان کے پیچھے نمازیں پڑھنا صرف پسند ہی نہ کرتا ہو بلکہ موقعہ ملنے پر جتنا بھی ہو وہ صحیح العقیدہ سنی حنفی قادری نہیں ہو سکتا۔ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے اس کو کسی بات کا اختیار نہیں۔

پروفیسر صاحب نے بھی یہی بات الفاظ گھما کر کہہ دی۔ اور صاف لکھ دیا کہ خالق کون و مکان نے سرور کائنات کو یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ دین کے معاملات میں اپنی مرضی کسی پر مسلط کریں۔ یہ حقیقت ثابتہ بالحدیث و بالقرآن کا حکم کھلا انکار ہے۔

بالجملہ حکم اخیر یہ کہ پروفیسر صاحب کے اقوال مذکورہ فی السوال بعض حرام و گناہ اور بعض بدعت و ضلالت اور بعض کلمات کفر و العیاذ باللہ تعالیٰ اور قائل مذکور بحکم شرع فاسق و فاجر بدعتی خاسر مرتکب کبائر گمراہ غادر اس قدر برکوا علی درجہ کا یقین اس کے علاوہ اس پر حکم کفر و ارتداد سے بھی کوئی مانع نظر نہیں آتا حنفیہ شافعیہ مالکیہ حنبلیہ سب کے کلمات بلکہ صحابہ و تابعین سے لے کر اس زمانہ تک کے افتاء و قضایا بالاتفاق یہی افاضہ کرتے ہیں۔

شفا شریف میں ہے کہ بعض الفاظ اگرچہ فی نفسہ کفر نہیں مگر بار بار بتکرار ان کا صدور اس بات کی دلیل ہوتا ہے کہ قائل کے دل میں اسلام کی عظمت نہیں ہے اور اس وقت اس کے کفر میں ہرگز شک نہ ہوگا۔

بحر الرائق میں ہے اتی بالشہادۃین علی وجہ العادۃ لم ینفعہ

ما لم يرجع عما قال اذ لا يرتفع بهما كفرة كذا في البزارية  
وجامع الفصول۔ اور ضروری ہے کہ جس طرح کتاب چھاپ کر ان کفریات  
و ضلالت کی اشاعت کی اسی طرح ان سے تیری اور اپنی توبہ کا اعلان کرے  
کہ آشکارا گناہ کی توبہ بھی آشکارا ہوتی ہے۔ امام احمد کتاب الزہد میں اور  
طبرانی معجم کبیر میں سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا عملت سيئة فاحدث عيها  
توبة السر بالسر والعلانية بالعلانية جب تو کوئی گناہ کرے تو فوراً  
توبہ بجالا پوشیدہ کی پوشیدہ اور آشکارا کی آشکارا۔ قائل کو چاہیے کہ ان  
خرافات کی اشاعت سے آئندہ باز رہے۔ اور جس قدر نسخے اس کے  
باقی ہوں جلا دے۔ اور حق الوسع اس کے انہما فی النار اور امانت اذکار  
میں سعی کرے کہ منکر باطل اسی کے قابل قال اللہ تبارک وتعالیٰ ان  
الذين يحبون ان تشيع الفاحشة في الذين آمنوا هم عذاب الیم  
فی الدنیا والاخرة واللہ یعلم وانتم لا تعلمون۔ بے شک جو لوگ چاہتے  
ہیں کہ بے حیائی پھیلے مسلمانوں میں ان کے لئے دکھ کی مار ہے۔ دنیا و آخرت  
میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

پروفیسر صاحب اگر یہ کہیں کہ اقوال مذکورہ فی السؤال میں میری  
مراد مکاتیب و مسالک سے حنفی شافعی مالکی حنبلی میں اور رافضی سے تفضیلیہ  
اور دیوبندی سے دیوبند کے رہنے والے صحیح العقیدہ سنی حنفی یا ایسے دیوبندی  
جو علماء دیوبند کے کفریہ عقاید کے معتقد نہیں ہیں بلکہ ان کو برا سمجھتے ہیں مگر دیوبندی

مسلک کے مدرسوں میں پڑھنے والے اور ان مدرسوں سے فارغ التحصیل  
ہونے کی بہ سے دیوبندی کہلاتے یا کہتے ہیں۔ مگر عقیدہ دیوبندی نہیں  
ہیں بلکہ صحیح العقیدہ اہلسنت و جماعت ہیں اور میں نے گمراہ فرقوں پر لعنت  
بھیجی ہے اہلسنت پر نہیں۔ توبہ باتیں ان کی دوسری عبارتوں سے طے کر کے غیر مؤثر  
ہو جاتی ہیں۔ اور اگر نیرد انکار کا راستہ مسدود ہے۔ ایک ہی راہ ہے جس کو  
اختیار کر کے وہ مسلمان رہ سکتے ہیں کہ صدق دل سے توبہ کریں اور باعلان  
توبہ کریں اور اس کو شائع کریں۔ اور آئندہ صحیح العقیدہ مسلمان کی طرح زندگی  
بسر کریں اور آئندہ سوچ سمجھ کر لکھا کریں۔

وما علما الا البلاغ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حسبہ

فقیر محبوب رضا غفرلہ قادری رضوی

مصطفوی بریلوی

سابق مفتی دارالعلوم امجدیہ سکر اچی پاکستان

المفتی

۱۹ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ

مطابقت

۸ راج ۱۴۱۵ھ



## صلوة وسلام

عندليب باغ طيف حضرت محمد مستمرب صاحب اختر الحامدي رحمۃ اللہ علیہ  
اختر برج رفعت پہ لاکھوں سلام آفتاب رسالت پہ لاکھوں سلام  
مجتبیٰ شان قدمت پہ لاکھوں سلام مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام  
شرح بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

ضوضان رخ کی طلعت پہ روشن درود مشعل بزم وحدت پہ روشن درود  
ماہتاب حقیقت پہ روشن درود مہر چرخ نبوت پہ روشن درود  
گل باغ رسالت پہ لاکھوں سلام

جس کی عظمت پر صدقے وقارِ حرم جس کی زلفوں پہ قرباں بہارِ حرم  
نوشہ بزم پروردگارِ حرم شہر یارِ ارم تاجدارِ حرم  
نوبہار شفاعت پہ لاکھوں سلام

روح والشمس وطلح پہ دائم درود حسن روئے مجتبیٰ پہ دائم درود  
تاجدارِ تدلیٰ پہ دائم درود شب اسری کے دولہا پہ دائم درود  
نوشہ بزم جنت پہ لاکھوں سلام

جس کے قدموں پہ سجدہ کریں جانور منہ سے بولیں شجر دیں گواہی جبر  
وہ ہمیں محبوب رب ملک بحسبِ دبر صاحب رجعت شمس و شفق القمر  
نائب دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

لامکان کی جہیں بہر سجدہ جھکی رفعت منزل عرش اعلیٰ جھکی  
غظت قبلہ دین و دنیا جھکی جن کے سجدے کو مراب کعبہ جھکی  
ان بھنوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

رحمتِ حق کی ہونے لگیں بارشیں دین و دنیا کی لئے لگیں دلتیں  
کھول دیں جس نے اللہ کی حکمتیں وہ زباں جب کو سب کُن کی کھنکھیں

اس کی انذ حکومت پہ لاکھوں سلام

مضطرب غم سے ہوتے ہوئے ہنس پڑیں رنج سے جان کھوتے ہوئے ہنس پڑیں  
بخت جاگ اٹھیں سوتے ہوئے ہنس پڑیں جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑیں  
اس بزم کی عادت پہ لاکھوں سلام

دین و دنیا دیئے مال اور زر دیا حمد و غماں دیئے خلد و کوثر دیا  
دامن مقصدِ زندگی سے بھر دیا ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا  
موج بحر سخاوت پہ لاکھوں سلام

دُوبا سورج کسی نے بھی پھیرا نہیں کوئی شل ید اللہ دیکھا نہیں  
جس کی طاقت کا کوئی ٹھکانہ نہیں جس کو بارِ دو عالم کی پردا نہیں  
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

آسمان ملک اور جو کی روٹی غذا لامکان ملک اور جو کی روٹی غذا  
کُن فکان ملک اور جو کی روٹی غذا کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا  
اُس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

بب ہوا منو نکلن دین و دنیا کا چاند آیا خلوت سے جلوت میں اسرا کا چاند  
کلا جس وقت مسعود بطحا کا چاند جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند  
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

دکھش دولہا پیاری پیاری پھین خود پھین نے بھی دیکھی نہ ایسی پھین  
جس پہ قربان اچھی سے اچھی پھین اللہ اللہ وہ بچنے کی پھین  
اس خدا بھائی صوّت پہ لاکھوں سلام

فرق مطلوب و طالب کا دیکھنے کوئی      قصہ طور و معراج سمجھنے کوئی  
کوئی بیہوش، جلووں میں گم ہے کوئی      کس کو دیکھا ہے یہ موتی سے پوچھے کوئی  
آنکھ والوں کی بہت پر لاکھوں سلام

حق کے محرم امامِ اتقیٰ و اتقیٰ      ذاتِ اکرمِ امامِ اتقیٰ و اتقیٰ  
قطبِ عالمِ امامِ اتقیٰ و اتقیٰ      غوثِ اعظمِ امامِ اتقیٰ و اتقیٰ  
جلوہ شانِ قدرت پر لاکھوں سلام

ایسی برتر ہوئی گردنِ اولیاء      اوجِ مہر ہوئی گردنِ اولیاء  
عرشِ بر سر ہوئی گردنِ اولیاء      جن کی منبر ہوئی گردنِ اولیاء  
اس قدم کی کرامت پر لاکھوں سلام

ہے تھرایا کرمِ باری جناب      از طفیلِ جنابِ رسالت مآب  
وہ کج کہے یسین و ظہرِ خطاب      بے غلاب و عقاب و حساب و کتاب  
تا ابد ابل سنت پر لاکھوں سلام

ابرِ جو دو عطا کس پر ہے برسا نہیں      تیرا لطف و کرم کس سے دیکھا نہیں  
کس جگہ اور کہاں ہے تیرا قبضہ نہیں      ایک میرا ہی رحمت پر دعویٰ نہیں  
شاہِ کساری اُمت پر لاکھوں سلام

آفتابِ قیامت کے بدلے ہوں طور      جبکہ ہو ہر طرف "نفسی نفسی" کا دور  
جب کسی کا کہی پر نہ چلتا ہو زور      کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور  
بیمیں سب ان کی شوکت پر لاکھوں سلام

مرشدِ شاہِ احمد رضا خاں رضا      فیضیابِ کمالاتِ حساں رضا  
ساتھ اخترِ جہ ہوزِ مزہ خاں رضا      جبکہ خدمت کے تدسی کہیں ہاں رضا  
مصطفیٰ جانِ رحمت پر لاکھوں سلام



# تمام سنی مدارس اور سنی تنظیموں کے عہدیداران متوجہ ہوں

جہاں آپ اپنے تنظیمی مقاصد کے حصول کے لیے کوشاں ہیں، وہاں اپنے مدرسے اور تنظیم سے منسلک افراد و طلباء کی تربیت کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات بھی کیجئے۔

● قرآن مجید کو صحیح اور تجوید کے مطابق پڑھانے کا اہتمام کیجئے اور روایتی اور غلط انداز پر جس طرح آجکل قرآن پڑھنا اور پڑھانا رائج ہو رہا ہے اس سے بچائیے۔

● اپنے متعلقین کی صحیح اسلامی اور سنی ذہنت بنانے کے لیے "تربیتی نشست برائے اصلاح

عقائد" کا اہتمام ضرور کیجئے۔ اور انہیں صلح کلیت سے بچا کر صحیح عقائد اہلسنت کی

تعلیم دیجئے۔ ● نماز، روزہ، زکوٰۃ نیز دیگر روزمرہ معمولات تجارت ثنائی یاہ

فقت و عقیقہ وغیرہ جیسے موضوعات پر معلومات فراہم کیجئے اور اس مقصد کے لیے ہمارے

شریعت کے ہفتہ داری درس کا سلسلہ جاری کیجئے ● عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار

کرنے اور لغت خوانی کا ذوق بڑھانے کے لیے اپنے متعلقین کو صحیح اور مسند نفیس بہترین انداز پر پڑھنا

سکھانے کے لیے کسی نعت خواں کی مدد سے نعت فارم کا انعقاد کیجئے۔ ● اپنے متعلقین کو وقتاً

وقتاً علمائے اہلسنت و جماعت سے بھی ملاقات اور دینی گفتگو کا شرف حاصل کرنے کا اہتمام کیجئے،

● حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی رشتہ جوڑنے اور بزرگوں کے فیوض و برکات سے

متفیض ہونے کے لیے انہیں کسی صحیح راستہ العقیدہ سنی باعمل اور پابند شریعت بزرگ سے

بعیت بھی کروائیے آپ سے منسلک افراد کو فرائض و واجبات پر استقامت کا سبق دیجئے

نیز پھر پور کوشش کیجئے کہ جن کے ذمہ قضاۃ عمری باقی ہو وہ جلد از جلد اس فرض

سے فارغ ہو جائیں۔ ● طلبہ اور کارکنان تنظیم کو تقریر سکھانے کے لیے ایوان

مقرر کا اہتمام بھی کیجئے اور انہیں باقاعدہ مرحلہ وار تقریر کرنا

سکھائیے اس مقصد کے لیے کسی مقرر سے مدد لیجئے۔